درما سیریز نمبر ۳

ہنر کا کہنا ہے مصوّر سے وہ غارتگر ہوش
جیسی صورت ہے ہماری ویسی ہی تصویر بھی

امراؤ جان

ادا

ایک طوائف کی سوانح عمری اوسی کی زبانی -
جسمین لکھنؤ کے طرز معاشرت کی ہوبہو تصویرین سچے
واقعات اور اصلی مقامات کے بعینہٖ نقشے ہر شخص اور
ہر حالت کے مناسب بول چال - اعلیٰ درجہ کا ستھرا مذاق -

مؤلفہ
عالیجناب مرزا رسوا صاحب باسمہٖ و القابہٖ لکھنوی

رجسٹری شدہ

قیمت ۔۔۔ عہ/

مطبوعہ ادارے اضافہ منشی گلاب سنگھ اینڈ سنز پریس لکھنؤ

ہمکو بھی کیا کیا مزے کی داستانین یاد تھین
لیکن اب تمہید ذکرِ درد و ماتم ہو گئین

ناظرین! شانِ نزول اِس قصے کی یہ ہے کہ دس۱۰ بارہ۱۲ برس کا ذکر ہے۔ میرے ایک دوست منشی احمد حسن صاحب اطراف دہلی کے رہنے والے بطریق سیر و سیاحت لکھنؤ مین تشریف لائے تھے۔ اونھون نے چوک مین سید حسین کے پھاٹک کے پاس ایک کمرہ کرائے کو لیا تھا۔ یہان اکثر احباب سرِ شام آ بیٹھتے تھے۔ بہت ہی لطف کی صحبت ہوتی تھی۔ منشی صاحب کا مذاق شعر فہمی اعلیٰ درجے کا تھا۔ خود بھی کبھی کبھی کچھ کہہ لیتے تھے اور اچھا کہتے تھے۔ لیکن زیادہ تر اونکو سُننے کا شوق تھا۔ اِسلیئے اکثر شعر و سخن کا چرچا رہتا تھا۔ اسی کمرے کے برابر ایک اور کمرہ تھا اوسمین ایک طوائف رہتی تھی۔ بود و باش کا طریقہ اور رنڈیون سے بالکل علیحدہ تھا۔ کبھی کسی نے سرِ راہ کمرے پر بیٹھے دیکھا۔ نہ وہان کسی کی آمد و رفت تھی۔ دروازون مین دن رات پردے پڑے رہتے تھے۔ چوک کی طرف نکاس کا دروازہ بالکل مقفل رہتا تھا۔ گلی کی جانب ایک اور دروازہ تھا۔ اوسی سے نوکر چاکر آتے جاتے تھے۔ اگر کبھی کبھی رات کو گانے کی آواز آیا کرتی تو یہ بھی نہ معلوم ہوتا کہ اِس کمرے مین کوئی رہتا بھی ہے یا نہین۔ جس کمرے مین ہم لوگون کی نشست تھی اوسمین ایک چھوٹی سی کھڑکی لگی تھی۔ مگر اوسمین کواڑ پڑا ہوا تھا۔

ایکدن حسبِ معمول احباب کا جلسہ تھا۔ کوئی غزل پڑھ رہا تھا۔ احباب داد دے رہے تھے۔ اتنے مین مین نے ایک شعر پڑھا۔ اوس کھڑکی کی طرف سے واہ وا کی آواز آئی۔ مین چپ ہو گیا۔ اور احباب بھی اوس طرف متوجہ ہو گئے۔ منشی احمد حسن صاحب نے پکار کے کہا غائبانہ تعریف ٹھیک نہین۔ اگر شوقِ شعر و سخن ہے جلسہ مین تشریف لائیے۔ اِسکا کوئی جواب نہ ملا۔ مین پھر غزل پڑھنے لگا۔ بات رفت و گذشت ہوئی۔ تھوڑی دیر کے بعد ایک مہری آئی اوسنے پہلے سب کو سلام کیا۔ پھر یہ کہا۔ مرزا رسوا کون صاحب ہین۔ احباب نے مجھے بتا دیا۔ مہری نے کہا بیوی نے ذرا آپ کو بُلایا ہے۔ مین نے کہا۔ کون بیوی۔ مہری نے کہا۔ بیوی نے کہدیا ہے۔ نام نہ بتانا۔ آگے جو آپ کا حکم ہو۔ مجھے مہری کے ساتھ جانے مین تامل ہوا۔ احباب مجھے مذاق کرنے لگے۔ ہان صاحب جاتے کیون نہین۔ کبھی کی صاحب سلامت ہے۔ جب تو اِسطرح بُلا بھیجا۔ دل مین غور کر رہا تھا کہ کون صاحب ایسی بے تکلف ہین۔ اتنے مین اِدھر مہری نے کہا۔ حضور بیوی آپ کو اچھی طرح جانتی ہین۔ جب تو بُلا بھیجا ہے۔

آخر جانا ہی پڑا۔

جا کے جو دیکھا معلوم ہوا۔ آہا۔ امراؤ جان صاحب تشریف رکھتی ہین۔

امراؤ جان۔ (دیکھتے ہی) - اللہ مرزا صاحب آپ تو ہمین بھول ہی گئے۔

مین۔ یہ معلوم کسے تھا کہ آپ کس کوہ قاف مین تشریف رکھتی ہین۔

امراؤ جان۔ یون تو مین اکثر آپ کی آواز سُنا کرتی تھی۔ مگر کبھی بُلانے کی جراءت ہو
مگر آج آپ کی غزل نے بے چین کر دیا۔ بے ساختہ مُنہ سے واہ وا نکل گیا۔ ادھر کسی صاح
کہا۔ یہان آیئے۔ مین اپنی جگہہ پر آپ ہی شرمندہ ہوی۔ جی مین آیا۔ چپ ہو رہون
پھر دل نہ مانا۔ آخر اگلی خصوصیتون کے لحاظ سے آپ کو تکلیف دی۔ معاف کیجیے گا۔ ہان و
شعر ذرا پھر پڑھ دیجیے۔

مین۔ معاف تو کچھ بھی نہو گا۔ اور نہ مین شعر سناؤن گا۔ اگر آپ کو شوق ہو تو وہین تشر
لے چلیئے۔

امراؤ جان۔ مجھے چلنے مین کوئی عذر نہین۔ مگر یہ خیال ہے کہ صاحب خانہ یا اور کسی صا
کو میرا جانا گوارا نہ ہو۔

مین۔ آپ کے حواس درست ہین؟ بھلا ایسی جگہہ مین آپ کو چلنے کے لیے کیون کہتا
بے تکلف صحبت ہے۔ آپ کے جانے سے اور لطف ہو گا۔

امراؤ۔ یہ تو سچ ہے۔ مگر کہین زیادہ بے تکلفی نہو۔

مین۔ جی نہین۔ وہان سوا میرے کوئی آپ سے بے تکلف نہین ہو سکتا۔

امراؤ۔ اچھا تو کل آؤن گی۔

مین۔ ابھی کیون نہین چلتین۔

امراؤ۔ اے ہے ابھی۔ دیکھیئے تو کس حیثیت سے بیٹھی ہون۔

مین۔ وہان کوئی مجرا تو ہے نہین۔ بے تکلف صحبت ہے۔ چلیے چلیئے۔

امراؤ۔ اوہی مرزا صاحب آپ کی تو باتین لاجواب ہوتی ہین۔ اچھا چلیئے مین آتی

مین اوٹھ کے چلا آیا۔ تھوڑی دیر کے بعد امراؤ جان صاحبہ ذرا کنگھی چوٹی کر کے
کپڑے بدل کے آئین۔

مین نے احباب سے چند الفاظ مین اون کے مذاق شعر و سخن اور کمال فن موسیقی
وغیرہ کی تعریف کر دی تھی۔ وہ لوگ مشتاق ہو گئے تھے۔ جب وہ تشریف لائین۔ تو
ٹھہری کہ سب صاحب اپنا اپنا کلام پڑھین۔ اور وہ بھی پڑھین۔ خلاصہ یہ کہ پڑ

لطف کا جلسہ ہوا۔ اوسدن سے امراؤ جان اکثر شام کو چلی آتی تھین۔ گھنٹہ دو گھنٹہ تک نشست رہتی تھی۔ کبھی شعر شاعری کا جلسہ ہوا۔ کبھی اونھون نے کچھ گایا۔ احباب محظوظ ہوے۔ ایسی ہی ایک جلسہ کی کیفیت ہم یہان لکھے دیتے ہین۔ اِن مشاعرون مین کوئی طرح نہین مقرر کیجاتی تھی۔ اور نہ بہت سے لوگون سے وعدے لیئے جاتے تھے۔ صرف بے تکلف احباب جمع ہو جاتے تھے۔ اور اپنی اپنی تازہ تصنیف غزلین پڑھتے تھے۔

مشاعرہ

کسکو سنائین حال دلِ زار اے ادا
آوارگی مین ہمنے زمانے کی سیر کی

مرزا رسوا۔ کیا کہنا بی امراؤ جان صاحبہ۔ یہ مقطع تو آپنے حسب حال کہا ہے۔ اور شعر کیون نہ پڑھے۔

امراؤ جان۔ تسلیم۔ مرزا صاحب۔ آپکے سر کی قسم۔ بس وہ مطلع یاد تھا۔ اور یہ مقطع۔ خدا جانے کِس زمانے کی غزل ہے زبانی کہان تک یاد رہے۔ بیاض نگوڑی گم ہو گئی۔

منشی صاحب۔ اور وہ مطلع کیا تھا ہمنے نہین سنا۔

رسوا۔ آپ تو اہتمام مین مصروف ہین سنے کون !۔

اسمین شک نہین کہ منشی صاحب نے آج کے جلسے کے لیئے بڑے سلیقے سے انتظام کیا تھا۔ گرمیون کے دن تھے۔ مہتابی پر دو گھڑی دن رہے سے چھڑکاؤ ہوا تھا۔ تاکہ شام تک زمین سرد ہو جاے۔ اوسی پر دری بچھا کے اوجلی چاندنی کا فرش کردیا گیا تھا۔ گوری گوری صراحیان پانی بھر کے کیوڑا ڈال کے مُنڈیر پر چُنوا دی گئی تھین۔ اُنپر بالو کے آبخورے ڈھکے ہوئے تھے۔ برف کا انتظام علیحدہ کیا گیا تھا۔ کاغذی ہانڈیون مین سفید پانون کی سات سات گلوریان سُرخ صافی مین لپیٹ کر کیوڑے مین بسا کر رکھدی گئی تھین۔ ڈھکنون پر تھوڑا تھوڑا کھانے کا خوشبودار تمباکو رکھدیا تھا۔ ڈیڑھ خمے حقون کے نیچون مین پانی چھڑک چھڑک کر ہار لپیٹ دیے تھے۔ چاندنی رات تھی۔ اسلیئے روشنی کا انتظام زیادہ نہین کرنا پڑا۔ صرف ایک سفید کنول دور سے کے لیئے روشن کر دیا گیا تھا۔ آٹھ بجتے بجتے سب احباب۔ میر صاحب۔ آغا صاحب۔ خانصاحب شیخصاحب۔ پنڈت صاحب۔ وغیرہ۔ وغیرہ۔ تشریف لائے۔ پہلے شیرفالودہ کے ایک ایک پیالے کا دَور چلا۔ پھر شعر و سخن کا چرچا ہونے لگا۔

منشی صاحب۔ تو پھر اہتمام آپ کیجیئے۔ بندہ شعر سُنے۔